© rasailojaraid.com

ششماہی علوم القرآن علی گڑھ، علوم القرآن، ۱۸/۱، جنوری۔ جون ۲۰۰۳ء

خبرنامہ

ادارہ

قرآن اور بائبل کا مشترکہ مطالعہ۔ایک سیمینار کی رپورٹ:

سرد جنگ کے اختتام کے بعد استعماری طاقتوں نے ایک نئے اور زیادہ خطرناک ٹکراؤ کا منظرنامہ تیار کرلیا ہے جسے تہذیبوں کے تصادم کا نام دیا گیا ہے۔ اس نظریہ کو سموئیل ہنٹنگٹن (Samuel Huntington) نے بڑی صراحت اور قوت کے ساتھ اپنی کتاب 'تہذیبوں کے تصادم' (Clash of Civilizations) میں پیش کیا ہے۔ اس نظریہ کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ سیاسی نظریات کے تصادم کے اختتام کے بعد اب مذہبی اور تہذیبی نظریات اور شناختوں میں تصادم ناگزیر ہے۔ اس تصادم میں ایک فریق تو مغربی تہذیب اور دوسری اسلامی تہذیب ہوگی۔ امن عالم کے لئے اس نظریہ کے بطن سے پیدا ہونے والے خطرات اور مضمرات کا اندازہ لگانے کے لئے بہت زیادہ ژرف نگاہی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی بھڑکائی ہوئی آگ میں افغانستان اور عراق جل کر خاکستر بن چکے ہیں اور اس کی تپش دور دور تک محسوس کی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں اطمینان کی بات صرف یہ ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں اور خود مغرب میں رہنے والے بہت سے حساس اور باشعور دانشور اور مفکرین اس نقطہ نظر سے اتفاق نہیں رکھتے اور اس کے مضمرات کا پورا ادراک رکھتے ہیں اور اس طوفان کے آگے بند لگانے کے لئے عملی طور پر سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ وہ مختلف مذاہب کو ماننے والوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے اور ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہیں جن میں ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔ اس کے نتیجہ میں اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف سطحوں پر باہمی تفاہم اور تبادلہ خیالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے مثبت نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔ تفاہم کی اس کوشش کو عام طور بین المذہبی گفت وشنید (Inter-Faith Dialogue) کا نام دیا جاتا ہے۔

اس تناظر میں ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں رونما ہونے والے حادثات ایک اہم موڑ کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں۔ جہاں ان حادثات نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خصوصاً مغربی دنیا میں غلط فہمی، نفرت اور عداوت کی ایک عام فضا پیدا کردی ہے وہیں بے شمار لوگوں کے دل و دماغ میں اسلام کو سمجھنے کی ضرورت اور اہمیت کا احساس بھی بیدار ہوا ہے۔ جہاں نفرت وعداوت کے مبلغین کو اپنے گھناؤنے نظریات اور زہر آلود خیالات کی توسیع وتبلیغ کا ایک سنہرا موقع ہاتھ آیا وہیں حسّاس اور باشعور دانش وروں اور مذہبی رہنماؤں نے حالات کی نزاکت اور اہمیت کو محسوس کیا اور فوری اقدام کی ناگزیر ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے مختلف مذاہب اور ملتوں کے درمیان تفاہم کے سلسلے میں اپنی کوششیں تیز تر کردیں۔ اس تناظر میں ایک بڑی پیش رفت بلڈنگ برجز سیمینار (Building Bridges Seminar) کا سلسلہ ہے جس کے ذریعہ مسلم اور کرسچن اسکالرز ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی ایک سنجیدہ کوشش کررہے ہیں۔ اس سلسلہ کا پہلا سیمینار لیمبتھ پیلس، لندن میں ۱۷/۱۸ جنوری ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوا۔ اس پیش رفت کا سہرا اس وقت کے چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ آرچ بشپ آف کینٹر بری ڈاکٹر جارج کیری۔ Dr. George Carey, کے سر جاتا ہے جنھوں نے وقت کی اس ضرورت کو سمجھا اور اس کے تدارک کے لئے عملی قدم اٹھایا۔ لیمبتھ پیلس (Lambeth Palace, London) گذشتہ آٹھ سو سال سے آرچ بشپ آف کینٹر بری کی رہائش گاہ ہے۔ اس سیمینار میں ۱۴ مسلم اور کرسچین دانش وروں نے شرکت کی۔ اس سیمینار کی مفصل رپورٹ The Road Ahead: A Christian-Muslim Dialogue (ed. Michael Ipgrave (London, Church Publishing House, 2002) کے نام سے شائع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو چکی ہے۔

اس سلسلہ کا دوسرا سیمینار دوحہ، قطر میں ۷۔۸ اپریل ۲۰۰۳ء میں منعقد ہوا۔ اس کے داعی چرچ آف انگلینڈ کے نئے سربراہ آرچ بشپ آف کینٹر بری ڈاکٹر روون ولیمس (Dr.Rowan Williams) اور میزبان امیر قطر شیخ محمد بن خلیفہ الثانی تھے۔ اس سیمینار کی ایک اہمیت یہ بھی تھی کہ یہ مشرق وسطی کے ایک ملکِ میں ایک ایسے وقت میں منعقد ہو رہا تھا جب عراق میں امریکہ کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگ اپنے شباب پر تھی۔ اس جنگ کے پس منظر میں باہمی تفاہم کی ناگزیر ضرورت کا زیادہ شدت سے احساس کیا گیا اور دنیا کو اس نوع کے خطرات سے بچانے کے لئے ایسے اقدامات کی اہمیت دوچند ہوگئی۔ اس سمینیار کی سرگزشت بھی Scriptures in Dialogue: Christians and Muslims Studying the Bible and the Quran toqether(ed.Michael Ipgrave,London,Church Publishing House,2004 کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے اس سلسلہ کا تیسرا سیمینار آرچ بشت آف کینٹر بری کی دعوت پر ۳۰ مارچ۔ یکم اپریل ۲۰۰۴ء کو جارج ٹاون یونیورسٹی، واشنگٹن ڈی۔ سی (Georgetown University,Washington D.C) میں منعقد ہوا جارج ٹاون یونیورسٹی امریکہ کی قدیم ترین جیسواٹ یونیورسٹی (Jesuit University) ہے جسے جان کیرل (John Carroll) نے ۱۷۸۹ء میں قائم کیا تھا۔ یہاں عربی زبان وادب اور مطالعات شرق اوسط کے شعبوں کی خاص شہرت ہے۔ اس یونیورسٹی کا ایک خاص امتیاز یہ بھی ہے کہ یہاں گذشتہ دس سال سے Center for Muslim Christian Undrderstanding کے نام سے ایک مرکز مسلم۔ کرسچین تفاہم کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس مرکز کے ڈائرکٹر مشہور امریکی دانشور پروفیسر جان ایسپا سیٹو (Professor john Esposito) ہیں جو مسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرسچن تفاہیم کے میدان میں اور مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں اپنے ہمدردانہ، منصفانہ اور جرأت مندانہ موقف کے لئے معروف ہیں۔ انہوں نے بھی اس سیمینار میں بھرپور شرکت کی۔

اس سیمینار میں دنیا کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے ۲۹ مسلم اور کرسچین مندوبین نے شرکت کی۔ دوحہ سیمینار کی طرح اس سیمینار میں بھی قرآن مجید اور کتاب مقدس کے منتخب متون کا مطالعہ مختصر حلقوں میں مشترکہ طور پر کیا گیا۔ گذشتہ سیمیناروں اور اس سیمینار میں ایک بنیادی فرق یہ تھا کہ اس سیمینار کا ایک متعین موضوع تھا اور آیات کا انتخاب اسی مناسبت سے کیا گیا تھا۔ موضوع تھا انبیاء اور نبوت (Prophets and Prophecy) اور مقصد تھا دونوں مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کے مقام، مشن اور منصب نبوت کی ذمہ داریوں کا مطالعہ منتخب آیات پر عمیق اور مرتکز مطالعہ کرنے اور ان کے مضمرات پر بحث و تمحیص کو آسان بنانے کے لئے مندوبین کو چار مساوی گروپ میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ہر گروپ میں تقریباً یکساں تعداد میں مسلم اور کرسچین مندوبین کی نمائندگی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ راقم حروف کے گروپ کے دو مندوبین کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک پاکستان کے معروف اسکالر پروفیسر مستنصر میر تھے۔ موصوف اس وقت ینگ یونیورسٹی امریکہ میں اسلامیات کے یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ انہیں مولانا امین احسن اصلاحی سے تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے مولانا اصلاحی کے تصور نظم قرآن کے موضوع پر اپنا پی، ایچ، ڈی، کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا جو اب چھپ گیا ہے۔ مغربی دنیا میں فراہی اور اصلاحی کے تفسیری منہاج کے تعارف کے باب میں پروفیسر میر کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ مختلف موضوعات پر بحث و تمحیص کے دوران جن میں وہ بڑی لیاقت سے حصہ لیتے تھے، وہ مولانا اصلاحی کے افکار و نظریات کے تعارف کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ راقم حروف کے ساتھ انہوں نے بڑی اپنائیت اور محبت کا معاملہ رکھا اور اس اجنبی دنیا میں ہر جگہ خضر راہ بنے رہے۔ فجزاہ اللہ عنا احسن الجزاء۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس گروپ کے ایک اور اسکالر جن کا میں یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ مصری نژاد پروفیسر عبدالحلیم ہیں جو لندن یونیورسٹی کے شہرہ آفاق اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں اور وہاں سے شائع ہونے والے انگریزی مجلّہ Journal of Quranic Studies کے ایڈیٹر۔ دنیا بھر میں قرآنیات کے ساتھ مخصوص انگریزی زبان میں نکلنے والا یہ تنہا مجلّہ ہے۔ اس طرح یہ دونوں حضرات براہِ راست قرآنیات سے جڑے ہوئے ہیں۔

شرکاء سیمینار عام طور سے ۲۸ مارچ کی شام تک واشنگٹن پہونچ گئے تھے۔ تمام مندوبین کے قیام کا انتظام یونیورسٹی کیمپس میں واقع Marriot Conference Hotel میں تھا۔ سیمینار کی باقاعدہ کاروائی کا آغاز ۲۹ / مارچ کو ۴-۳۰ شام کو ہوا۔ اس اجلاس میں مندوبین کے استقبال کے علاوہ ان کو سیمینار کی تفصیلات اور اس میں اپنائے جانے والے طریق کار سے آگاہ کیا گیا۔ اسی دن شام کو آرچ بشپ کے ایک خصوصی لکچر کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں مندوبین کے علاوہ یونیورسٹی برادری نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس کا موضوع تھا Analyzing Atheism:Unbelief and the World of Faiths عنوان سے موضوع کی اہمیت کا کسی قدر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس فکر انگیز تقریر کو بہت توجہ سے سنایا گیا۔

۳۰ / مارچ سے سیمینار کے اجلاس شروع ہوئے۔ سیمنیار کے تینوں دن پروگرام کی صورت یہ تھی ۹ سے ۱۰-۳۰ بجے تک کسی متعین موضوع پر دو مقالے پیش کیے جاتے۔ موضوعات اور مقالہ نگار پہلے سے طے تھے۔ ایک مسلم اور ایک کرسچین اسکالر موضوع زیر بحث پر اپنے مذہب کا نقطہ نظر پیش کرتے۔ اس اجلاس میں مندوبین کے علاوہ موضوع زیر بحث میں دلچسپی رکھنے والے دوسرے شرکاء بھی حصہ لے سکتے تھے۔ مقالات کے بعد سوالات و جوابات کا وقفہ ہوتا جس میں اس بات کی کوشش ہوتی کہ عام شرکاء کو زیادہ موقع دیا جائے۔ اس کے معاً بعد آدھے گھنٹہ کا ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اجلاس مندوبین کے لئے خاص تھا جس میں وہ مقالات کے بارے میں اپنے تاثرات اورسوالات پیش کرسکتے تھے۔ اس طرح سیمینار کے تین دنوں میں جومقالات پڑھے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ	موضوع	مقالہ نگار
۳۰ مارچ	Scriptures in Dialogue	Prof. Mustansir Mir
	(do)	Prof. Miroslav volf
۳۱ مارچ	What is Prophecy?	Prof. Wadad al-Kadi
	(do)	Prof. Ellen F. Davis
یکم اپریل	Jesus and Muhammad: the Sufficiency of Prophecy	Prof. Mahmoud Ayoub
	(do)	Rev. Danial Madigan.S.J. .

سیمینار کے اجلاس کی ترتیب کچھ اس طرح تھی۔ ۱۱۔۴۵ سے ۱۔۱۵تک اسٹڈی گروپس کا پہلا اجلاس ہوتا تھا اوردوسرا اجلاس شام کو۳ سے ۴۔۳۰ تک۔ ان اجلاسوں میں مسلم شرکاء قرآن مجید کی منتخب آیات اورکرسچین شرکاء بائبل کی آیات کاتعارف اورتشریح پیش کرتے۔ اس کے بعدان پر تفصیلی گفتگو ہوتی اوران کے مختلف پہلوؤں پرغوروفکر کیا جاتا۔ گروپ ہی کا کوئی اسکالرمجلس کی صدارت کرتا اورکوئی دوسرا مندوب منتخب آیات پرہونے والی بحث وتمحیص کا مفصل نوٹ لیتا۔ یہ سب تفصیلات پہلے سے متعین تھیں۔ شام کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ۵ سے ٦ بجے تک ایک گھنٹہ کا ایک عمومی اجلاس آرچ بشپ کی صدارت میں ہوتا جس میں سارے شرکاء موجود ہوتے۔ یہ دن بھر کی بحث وتمحیص کے بارے میں تاثرات اورسوال وجواب کے لئے مخصوص تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طرح تین دنوں میں منتخب آیات پر غور وفکر کرنے کے لئے ۱۶ اجلاس منعقد ہوئے۔ آیات کا انتخاب عمومی موضوع کے ذیلی عنادین کے تحت کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سیشن	عنوان
پہلا سیشن	The Calling of the Prophets
دوسرا سیشن	Calling of Apostles
تیسرا سیشن	Prophets and Confiict
چوتھا سیشن	Prophecy and Soicety
پانچواں سیشن	Mary and Jesus:Bearing the word
چھٹا سیشن	The End of Prophecy

سیمینار کے دوران یہ احساس عام تھا کہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی سنجیدہ کوشش کی جاری ہے اس کے نتیجہ میں دونوں مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی تفاہم کی ضرورت اوراہمیت کا احساس بھی پیدا ہوااوراس کے فروغ کی راہ بھی ہموار ہوئی۔

(ترتیب: اشتیاق احمد ظلی)

© rasailojaraid.com